

فرضیہ رمضان کی حکمتیں

ازمولانا سید ابوالحسن علی حسینی سندھوی

اس مقالہ میں "حجۃ اللہ البالغہ" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام لما کتب علی الذین من قبکم لعلکم تتقون۔
اسے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلوں پر کئے گئے تھے، تاکہ شاید تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

اسلام اپنے پیروں کو جس اعتدال، ضبط نفس، اطاعت اور روحانیت کے کمال تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس نے دو راستے اختیار کئے ہیں۔
جو اشیاء اور اعمال انسان کی زندگی میں خود فراموشی، سہولت بے اعتدالی، معصیت اور ارتکاب جرم کی طرف طبعی میلان، پستی اور بے عملی کی طرف رجحان اور سرکشی کی طرف رغبت، دنیا کی زندگی کی بڑھی ہوئی ہوس، اور تعیش و فسق و فجور کا بحران، بے حیائی اور بے عزتی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں ان سب کو اس نے ابدی طور پر انسان کے لئے ممنوع قرار دے دیا۔ جس میں عمر کے کسی مرحلے، زمانے کے کسی اختلاف، اور ملک و مقام کے کسی امتیاز کو دخل نہیں ہے۔ ممنوعات کی اس فہرست میں وہ تمام معاصی داخل ہیں جو کبھی انسان کے لئے حلال اور جائز نہیں۔ مثلاً شراب، لحم خنزیر، قمار، ربوا، مال حرام اور دوسرے معاصی۔

جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے یا مسلمان سن بلوغ کو پہنچتا ہے تو وہ ان تمام چیزوں سے روزہ رکھ لیتا ہے۔ اس روزے کی ابتداء یا اس زندگی کی صبح صادق! اسلام کے احکام کا مخاطب بن جانا ہے۔ اب اس روزے کا افطار عمر کے آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے نہیں ہے۔ یہ ایک طویل روزہ ہے جو ہر مسلمان کو سفر و حضر میں رکھنا ہوتا ہے۔ اور حالت اضطرار (شرعی) کے

سوا کوئی استثناء نہیں، شریعت کے مقاصد کے حصول کے لئے اور ان معاصی کو بند کرنے کیلئے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے، یہ روزہ لازمی ہے۔

ان مخصوص چیزوں کے علاوہ لذت کی تمام چیزیں (بشرطیکہ وہ حرمت و کراہت سے خالی ہوں) مباح اور جائز ہیں۔ ان سے خواہ مخواہ کے لئے رکنا پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا گیا ہے اور ان حلال چیزوں کو اپنے لئے حرام کر لینا شریعت میں ایک طرح کی تحریف، دین میں تشدد اور کفرانِ نعمت قرار دیا گیا۔

آپ کہہ دیجئے کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی اس زینت اور پاک رزق کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ یہ سب چیزیں ایمان والوں کیلئے دنیا میں بھی

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ
وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

میں اور آخرت میں تو مخصوص طور پر۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے کہ کھانا پینا ناجائز نہیں بلکہ اسراف ناجائز ہے۔

پس کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو فَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان مباحات و لذائذ کا بے قید اور دائمی استعمال، لذتوں میں انہماک اکل و شرب کی دائمی آزادی، اس بجاوہ اعتدال سے انسان کو ہٹا دیتی ہے جس پر دین مسلمان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اسکے رجحانات اور مقاصد زندگی کو بدل دیتی ہے۔ اور بعض اوقات نفس پروری، شکم پروری، ناؤ نوش اور ہمیشہ کوشش مقصد و زندگی بن جاتا ہے۔ طبیعت میں ایک طرح کی بلادت اور بے حسی پیدا ہو جاتی ہے۔ ضبط نفس اور جفاکشی کی قوت باقی نہیں رہتی، تن آسانی تنعم کی خو پیدا ہو جاتی ہے۔ انسانیت کی روح کپٹ جاتی ہے۔ اور روحانی جذبات مردہ ہو جاتے ہیں، ساہا سال اور بعض اوقات پوری عمر حقیقی روحانی مسرت، سبک، روحی، دماغ کی یکسوئی، ذکر و عبادت میں لذت، مناجات کی عبادت نصیب نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کو بیرونی خالی پیٹ ہونے اور اعتدال کی سعادت حاصل نہیں ہوتی۔ اور وہ اس کا مزہ نہیں جانتے۔

اس اعتدال، ضبط نفس اور روحانیت کی قوت کو بڑھانے کے لئے دو راستے تھے ایک تغلیل طعام کا راستہ تھا۔ لیکن اس میں دو نقص ہیں۔ ایک تو اس کا عمومی معیار، سب کے لئے ایک مقدار کرنا نہایت مشکل ہے اور اس کو لوگوں کی رائے اور تمیز پر چھوڑنا بھی دشوار۔ کہ اول تو یہ اصول تشریح (آئین سازی) کے خلاف ہے۔ دوسرے مذاہب و اخلاق کی تاریخ میں اس کا تجربہ ہمیشہ ناکام رہا ہے۔ لوگوں نے

اس آزادی اور اختیار کا ہمیشہ غلط استعمال کیا ہے۔ اور مبہم اور غیر معین احکام عملاً بیسکار و بے نتیجہ ہو کر رہ گئے۔ (جیسے بہت سے اخلاقی نصاب اور ہدایات) دوسرے اکثر محض ثقلیل طعام بہت طبائع کے لئے بالکل غیر موثر اور بے نتیجہ تدبیر ہے۔

دوسرا راستہ یہ ہے کہ کوئی ایسا طویل وقفہ مقرر کیا جائے جس میں کوئی چیز استعمال نہ ہو۔ یہ طریقہ زیادہ صحتی زیادہ موثر اور قوت بہیمیہ کو زیادہ کمزور کرنے والا ہے۔ یہ وقفہ دین کی اصلاح میں (صوم) یا روزہ ہے جس کے خاص (احکام و شرائط) جو بہت گہرے تشریحی اور نفسیاتی اسرار پر مشتمل اور حکم و مصالح پر مبنی ہیں۔

۱۔ روزہ صبح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ اگر یہ وقفہ پورے دن سے کم ہوتا تو اس کا کوئی خاص اثر شنور و طبیعت پر نہ پڑتا۔ زندگی میں ایسے اتفاق ہوتے رہتے ہیں کہ کئی کئی وقت کا کھانا ناغہ ہو جاتا ہے۔ اگر محض یہی ہو کہ دن میں صرف چند گھنٹوں کا روزہ رکھا جائے تو اس کا کوئی خاص احساس اور علاجی اثر نہ پڑے گا۔ اور بہت سے لوگوں کو ایسا معلوم ہو گا کہ گویا اپنے حساب سے ایک روز ذرا دیر سے کھانا کھایا۔

۲۔ یہ روزے رمضان کے تیس یا اسی دن رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسے وقفے مسلسل ہوں تاکہ ان کے نقوش دیر پا ہوں۔ ایک طویل وقفے سے یہ بہت زیادہ مفید ہے کہ متواتر متعدد متوسط درجے کے وقفے ہوں۔

۳۔ ان وقفوں کی تعداد کا تعین بھی ضروری ہے کہ اس کو مبہم اور غیر معین چھوڑ دینے سے افراط و تفریط کا اندیشہ ہے۔ بہت سے لوگ بہت تھوڑے روزے رکھتے اور بہت سے لوگ بہت زیادہ روزے رکھتے۔ اور پھر جب یہ عالم گیر فریضہ ہے۔ اور تشریح عام مقصود ہے تو اس میں انتخاب کا حق نہیں رہنا چاہئے تھا۔ کہ جو شخص جس مہینے میں چاہے روزے رکھے۔ اس سے عام طور پر حیلہ جوئی، عذر اور بے عملی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اور گریز کی راہ پیدا ہو جاتی ہے۔ احتساب اور باز پرس کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا۔ وعظ و نصیحت امر بالمعروف نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے جس شخص سے بھی کسی وقت اس بارے میں گفتگو کی جائے وہ یہ کہہ کر منہ بند کر سکتا ہے۔ کہ میرا معمول فلاں مہینے میں ہے۔ اور اس کا کوئی جواب نہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ اس چیز کا رواج مٹ جائے گا۔

۴۔ ایک ہی وقت میں تمام روٹے زمین کے مسلمانوں کے روزہ رکھنے میں بڑی حکمت ہے۔

مسلمانوں کی بڑی جماعت کا فریضہ صیام کو اہتمام کے ساتھ ایک وقت میں ادا کرنا، کمزور طبیعت والوں

کے لئے بھی ہمت افزا، شوق انگیز اور فریضہ کی ادائیگی میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ایک عالم گیر روحانی ماحول اور ایک عمومی دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ جو قلوب و ارواح کے لئے موسم بہار کی سی تاثیر رکھتی ہے۔ جس میں تھوڑی توجہ سے ہر چیز میں نشوونما پیدا ہونے لگتا ہے۔ مسلمانوں کے اس روحانی فریضہ میں مشغول ہونے سے ملکوتی انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور عوام کے آئینہ دل پر انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔ مسلمان عالم کے جس گوشہ میں بھی ہو اس کو روزہ دارانہ فضا معلوم ہوتی ہے۔ جو اس سے خود ہی تقاضہ کرتی ہے کہ وہ بھی روزہ دار ہو۔ مسلمان روزہ شکنی کر کے اپنے کو اس ماحول میں اجنبی اور ایک طرح کا مجرم سمجھتا ہے۔

۵۔ ان تمام حکمتوں کی بنا پر سال میں ایک پورا مہینہ روزہ کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ دوسری خصوصیات کے علاوہ جن کا ہمیں علم نہیں رمضان کی تخصیص کی ایک کھلی وجہ یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اور روزہ اور قرآن میں خاص مناسبت ہے۔ قرآن چونکہ عالم غیب اور عالم روحانیت کی چیز ہے۔ اور روزہ عالم مادی سے بہت حد تک آزادی، قلب و روح میں لطافت اور عالم غیب اور علم روح سے ایک طرح کی مناسبت پیدا کر دیتا ہے۔ روزہ دار پر خدا کی صفات کا ایک پرتو اور اس کی شان حمدیت کا ایک اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن کے دل میں بسنے اور روح میں پیوست ہونے کا خاص موقع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے حصے کہ مختلف طریقوں سے روزہ میں زیادہ سے زیادہ داخل کیا گیا۔ اور یہی تراویح کی حکمت ہے۔

۶۔ روزہ زندگی میں ایک ایسا محسوس فرق اور امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ کہ بے جس سے بے جس انسان کو بھی اپنے سابقہ طرز زندگی، غفلت شعاری اور دنیاوی انہماک میں تخفیف کا طبعی تقاضہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رمضان ایک ہمیز کا کام دیتا ہے۔ جو سوئی ہوئی طبیعتوں کو جگانے، بجھے ہوئے دلوں کو گرمانے، آتش محبت کو بھڑکانے اور دینی چنگاریوں کو ابھارنے کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کی فطرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تزرع اور اختلاف کو انسان کے بیدار اور ہوشیار کرنے اور اس کی کند طبیعت کو تیز کر دینے میں بڑا دخل ہے۔ رات دن کے اختلاف کو انسان کے جسمانی، روحانی تازگی میں خاص دخل ہے۔ قرآن میں

وہ دہی ہے جس نے بنایا رات اور دن کو
هُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

ایک دوسرے کا جانشین واسطے اس کے جو
خِيفَةً لِّمَنْ ارَادَ أَنْ يَذْكُرَ آدُ

سوچے اور شکر گزاری کا ارادہ کرے۔
ارَادَ مُشْكُورًا -

دوسری جگہ فرمایا ہے :

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور اختلافات
لیل و نہار میں نشانیاں ہیں اُن اہل عقل و دانش
کے لئے جو یاد کرتے ہیں۔ اللہ کو کھڑے اور
اللہ قیاماً وقعوداً۔

جس طرح سے کہ مادی طور پر رات دن کا اختلاف، ہر نئی صبح کا طلوع انسان میں ایک شعور، ایک نئی
آادگی اور خالق کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر رمضان کی سالانہ آمد مسلمانوں کی لہجوں
اور آبادیوں میں روحانیت کا احساس، دینی بیداری، اپنی کوتاہیوں پر ندامت، مجرموں میں اپنے جرائم پر ندامت
اور خدا کی طرف ایک توجہ اور انابت پیدا کرتی ہے۔ اور اگر مادیت نے قلب کو بالکل بے حس نہیں بنا
دیا ہے۔ تو صدق آدمیوں کو توبہ اور اصلاح کی توفیق ہو جاتی ہے۔ رمضان سالانہ احتساب اور اپنی سابق
زندگی کا جائزہ لینے کا ایک بہترین موقع ہے۔ ہر شخص آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ اس نے گزشتہ رمضان
سے اس رمضان تک کیسی زندگی گزاری ہے۔ اور اس نے دینی حیثیت سے کہاں تک ترقی کی ہے۔
۷۔ رمضان ہر سال ہر شخص کو اپنی سطح سے ترقی دینے کے لئے آتا ہے جو شخص جس سطح تک پہنچ
گیا ہے۔ خواہ وہ سطح کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو۔ اس سے بلند کرنے کی طاقت اس میں موجود ہے۔ ہر شخص عمل،
روحانیت، ذکر و عبادت، تعلق باللہ، اخلاص، جفاکشی، مجاہدہ، زہد و قناعت، ایثار، عنقاوی اور مواصلت
کی جس منزل و مقام پر بھی ہے۔ ہر نیا رمضان اس کو اس سے آگے بڑھانے کے لئے اور زیادہ بلند منزل
کا شوق دلانے کے لئے آتا ہے۔ رمضان کی ساخت، رمضان کا نظام، رمضان کے اجزاء، رمضان کے
مشاغل اور رمضان کا ماحول ایسا بنایا گیا ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنے کو ترقی دینے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔
مادی موافق تقریباً دور ہو جاتے ہیں ذکر و عبادت میں جذبہ مسابقت پیدا ہوتا ہے۔ اچھے دینداروں
اور روزہ داروں کا ساتھ ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ کا زیادہ سے زیادہ موقع ملتا
ہے۔ قلب و روح میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ سارے مواقع بہم پہنچ جاتے ہیں جو انسان
کی روحانی ترقی اور اصلاح کے لئے ہر ذریعہ اور مفید ہیں۔ اور ہر شخص کو اپنی سطح کے مطابق ترقی ہوتی ہے۔
۸۔ رمضان کے روزہ کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اطاعت الہی کا ایک کھلا پتلا
منظر ہے۔ اس سے بڑھ کر اطاعت کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ کہ نعمتوں کی موجودگی میں اور ہر چیز کے
استعمال کی قدرت کے باوجود محض اقبال حکم کے لئے آدمی اپنے ہونٹوں پر قفل لگا لیتا ہے۔ یہ قفل اللہ

کے حکم ہی سے کھلتا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے لگتا ہے۔ جب نہ کھانے کا حکم ہوا اس وقت کھانا پینا گناہ اور جب کھانے کا حکم ہو جائے تو اس وقت تعمیل ارشاد میں دیر کرنا غلطی ہے۔ اسی لئے آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد افطار کرنے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۹۔ روزہ میں جب وہ چیزیں بھی ممنوع ہو جاتی ہیں جو روزہ کے علاوہ ہمیشہ سے حلال و طیب ہیں۔ اور روزہ کے بعد ہمیشہ حلال و طیب رہیں گی۔ تو وہ چیزیں کیسے ممنوع نہ ہوں گی جو روزہ سے پہلے بھی حرام اور ممنوع تھیں اور روزہ کے بعد بھی حرام اور ممنوع ہوں گی۔ یعنی غلبت، رطائی جھکڑا، گالی گلرچ، بے حیائی، جھوٹ، روزہ کی روح یہ ہے کہ تمام گناہوں سے اجتناب اور نفرت پیدا ہو اور روزہ کے درمیان میں ان سے مکمل اجتناب ہو۔ اگر صرف نہ کھانے پینے سے روزہ رہا اور تقویٰ نہ پیدا ہو تو ایک بے روح روزہ ہے۔ جو صرف ڈھانچہ ہے۔ اس میں روح نہیں، اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ مَنْ لَمْ يِدْعَ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَلَىٰ بِهِ فَلَيْسَ بِاللَّهِ حَاجِبَةً أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشْرَابَهُ۔

بقیہ: سرور کائنات کی پسندیدہ غذا میں:

فرمائی۔ اور ارشاد گرامی ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو سب سے اول بیر کھائے۔ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کو پسندیدگی کے شرف سے نوازا اور انجیر کے طبی فوائد بیان فرمائے۔ انار کے بارے میں حدیث نبوی ہے کہ انار میں ایک قطرہ جنت کے پانی کا ہوتا ہے۔ انگور کے متعلق روایت ہے کہ شاہ دو جہاں بچلوں میں انگور کی بے حد پسند فرماتے تھے۔

★ وقتِ ارادی تمام ترقیوں کا راز ہے اور انسانیت کا سب سے پہلا مقدس وصف ہے

جس شخص میں یہ وصف نہیں وہ انسانی جامہ میں حیوان ہے۔

★ کامیابی کے لئے لیاقت و قابلیت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی محنت و استقلال کی ہے۔

★ ترقی کے معراج پر وہی شخص پہنچ سکتا ہے۔ جو آئندہ بہتری کے لئے موجودہ عارضی عیش کو چھوڑنے کیلئے ہر وقت تیار رہے۔

★ محنت وہ سنہری مکہ ہے جس کے ذریعے ہم کو ہر شے جو ہمارے لئے ضروری ہے حاصل ہو سکتی ہے۔